السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

چھانگا مانگا سے عبد الجبار لکھتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا جو شادی شدہ ہے اور صاحب اولاد ہے اس نے ایک لڑکی کو اغوا کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے نکاح کے وقت لڑکی کی طرف سے کوئی حقیقی ولی موجود نہ تھا قرآن و حدیث کی رو سے اس نکاح کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں کسی عورت کو بذات خود نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ نکاح کے وقت سر پرست کی اجازت کو ضروری قرار دیا گیا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ سر پرست کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی: کتاب النکاح حدیث نمبر 1101)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ جو عورت اپنے سر پرست کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے۔ (مسند امام احمد رحمة اللہ علیہ: 6/16

باطل نکاح وہ ہوتا ہے کہ جو سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے لہذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اسطرح نکاح کرنے والا جوڑا گناہ کی زندگی بسر کرتا ہے انہیں توبہ کر کے والدین کو اعتماد میں لا از سر نو نکاح کرنا ہوگا اس مسئلہ کی مزید وضاحت بایں طور ہے کہ سر پرست وہ ہوتا ہے جو زیر سر پرست کا کسی عورت کے رشتہ کے بغیر قرابت دار ہو یعنی اس سر پرستی کی بنیاد قرابت پر ہے اسلیے قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ سر پرست نہیں ہو سکتا کیوں کہ جو سر پرست باعتبار رشتہ جتنا قریب ہوگا اتنا ہی اس کے دل میں اپنے زیر سر پرست کے لیے شفقت وہمدردی زیادہ ہوگی اور وہ اس کے مفادات کا تحفظ زیادہ کرے گا یہی وجہ ہے کہ باپ کو اس معاملہ میں اولیت حاصل ہے اگر باپ کے متعلق باوثوق ذرائع سے پتہ چل جائے کہ وہ اپنے زیر سر پرست کے لیے مہر ووفا کے جذبات سے عاری ہے یا اس کے مفادات کا محافظ نہیں ہے تو وہ خود بخود حق دلایت سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ حق ولایت اس کے بعد کے رشتہ داروں کو منتقل ہو جاتا ہے اگر رشتہ داروں میں کوئی بھی مفادات کے تحفظ کی ضمانت نہ دے تو حق ولایت حاکم وقت کو منتقل ہو جاتا ہے حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے چنانچہ بعض احادیث میں "ولی مرشد" کے الفاظ ملتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ولی جو ہمدردی کے جزبات سے سر شار ہو وہ فریضہ نکاح کی اجازت کا حق دار ہے درج بالا وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ ولی کو کھلے اختیارات نہیں دیئے گئے کہ وہ جہاں چاہے اپنی بچی کا نکاح کر دے اور نہ ہی بچی کو کھلی آزادی ہے کہ وہ جہاں چاہے اس کی مرضی کے بغیر نکاح کرے بلکہ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ہمدردی اور شفقت کی فضا میں نکاح ہونا چاہیے بہر حال آج کل جو لڑکیاں اپنے گھروں سے فرار ہو کر عدالت میں از خود نکاح کر لیتی ہیں شریعت کی نظر میں ایسا نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوتا صورت مسئولہ میں اسی طرح کا نکاح معلوم ہوتا ہے لہذا یہ نکاح نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:344